اور پھر پڑھتے ہو اُس کے سامنے کہ اُس کی نظم کا دفتر حافظ کے دیوان سے دوچند، سہ چند ہے۔ مجموعۂ نثر جداگانہ اور یہ بھی لحاظ نہیں کرتے کہ ایک شعر حافظ کا یہ ہے اور ہزار شعر اس کے مخالف ہیں۔

صوفی بیا کہ آئینہ صاف ست جام را
تا بنگری صفائے مے لعل فام را

شرابِ ناب خور و روے مہ جبیناں بیں
خلافِ مذہب آناں جمالِ ایناں بیں

ترسم کہ صرفۂ نبرد روزِ بازخواست
نانِ حلالِ شیخ ز آبِ حرامِ ما

ساقی مگر وظیفۂ حافظ زیادہ داد
کاشفتہ گشت طرۂ دستارِ مولوی

میاں میں بڑی مصیبت میں ہوں۔ محل سرا کی دیواریں گر گئی ہیں۔ پاخانہ ڈھ گیا۔ چھتیں ٹپک رہی ہیں۔ تمھاری پھوپھی کہتی ہیں: ہائے دبی، ہائے مری، دیوان خانے کا حال محل سرا سے بدتر ہے۔ میں مرنے سے نہیں ڈرتا۔ فقدانِ راحت سے گھبرا گیا ہوں۔ چھت چھلنی ہے۔ ابر دو گھنٹے برسے تو چھت چار گھنٹے برستی ہے۔ مالک اگر چاہے کہ مرمت کرے، تو کیوں کر کرے؟ مینھ کھلے تو سب کچھ ہو اور پھر اثنائے مرمت میں، میں بیٹھا کس طرح رہوں؟ اگر تم سے ہو سکے تو برسات تک بھائی سے مجھ کو وہ حویلی، جس میں میر حسن رہتے تھے، اپنی پھوپھی کے رہنے کو اور کوٹھی میں سے وہ بالاخانہ مع دالانِ زیریں،

جو الٰہی بخش خاں مرحوم کا مسکن تھا، میرے رہنے کو دلوا دو۔ برسات گزر جائے گی، مرمت ہو جائے گی، پھر صاحب اور میم اور بابا لوگ اپنے قدیم مسکن میں آ رہیں گے۔ تمھارے والد کے ایثار و عطا کے جہاں مجھ پر احسان ہیں، ایک یہ مروت کا احسان میرے پایانِ عمر میں اور بھی سہی۔

صبح یکشنبہ ۲۷ جولائی ۱۸۶۲ء ۔ غالب

(۲۴)

مولانا علائی!

نہ مجھے خوفِ مرگ، نہ دعویٔ صبر ہے۔ میرا مذہب، بہ خلافِ عقیدۂ قدریہ، جبر ہے۔ تم نے میانجی گری کی، بھائی نے برادر پروری کی، تم جیتے رہو، وہ سلامت رہیں۔ ہم اسی حویلی میں تا قیامت رہیں۔

اس ابہام کی توضیح اور اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ مینھ کی شدت سے چھوٹا لڑکا ڈرنے لگا۔ اُس کی دادی بھی گھبرائی۔ مجھ کو خلوت خانے کا دروازہ غرب رویہ اور اُس کے آگے ایک چھوٹا سا سہ دَرہ یاد تھا۔ جب تمھارے پاؤں میں چوٹ لگی ہے تو میں اسی دروازے سے تم کو دیکھنے آیا تھا۔ یہ سمجھ کر خلوت خانے کو محل سرا بنایا چاہتا تھا کہ گاڈی، ڈولی، لونڈی، اصیل، کاچھن، تیلن، تنبولن، کہاری، پنہاری، ان فرقوں کا ممر وہ دروازہ رہے گا۔ میرے اور میرے بچوں کی آمد و رفت دیوان خانے میں سے رہے گی۔ عیاذاً باللہ! وہ لوگ دیوان خانے میں سے آئیں جائیں۔ اپنے بیگانے کو ہر وقت چھل پائیاں نظر آئیں۔

بی وفادار، جن کو تم کچھ اور بھائی خوب جانتے ہیں۔ اب تمھاری پھوپھی نے انھیں وفادار بیگ بنا دیا ہے۔ باہر نکلتی ہیں، سودا تو کیا لائیں گی مگر خلیق اور ملنسار ہیں۔ رستہ چلتوں سے باتیں کرتی پھرتی ہیں۔ جب وہ محل سے نکلیں گی، ممکن نہیں کہ اطراف نہر کی سیر نہ کریں گی۔ ممکن نہیں کہ دروازے کے سپاہیوں سے باتیں نہ کریں گی۔ ممکن نہیں کہ پھول نہ توڑیں اور بی بی کو لے جا کر نہ دکھائیں اور نہ کہیں کہ "یہ پھول تائی چچا کے بیٹے کی کائی کے ایں"۔ شرح تمھارے